# فلٹر ٹپ

## جمیل عثمان

شامو بہت دیر سے اس آدمی کے پیچھے چل رہا تھا - اس کے آگے چلنے والے آدمی کی انگلیوں کے درمیان ایک فلٹر ٹپڈ سگریٹ دبا ہوا تھا جس کے کش لگاتا ہوا وہ شخص خراماں خراماں چلا جا رہا تھا - اور شامو اس کے پیچھے اس امید پر چل رہا تھا کہ جب وہ سگریٹ پھینکے تو شاید اس کا آخری حصہ اسے اپنی طلب مٹانے کے لئے مل جائے - بہت انتظار کے بعد آدمی نے سگریٹ ختم کیا اور اس کا ٹوٹہ سڑک کے کنارے پھینک دیا - شامو نے لپک کر سگریٹ اٹھا لیا مگر اسے بڑی مایوسی ہوئی - اس شخص نے سگریٹ فلٹر تک ختم کر دیا تھا -

"سالا ، کنجر کی اولاد!" شامو نے جاتے ہوئے شخص کو نفرت سے دیکھا اور ٹوٹہ ہوا میں اچھال دیا -

شامو کو فلٹر ٹپڈ سگریٹ پینے کی بڑی خواہش تھی - مگر وہ اس عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا - گولڈ لیف ایک سو ساٹھ روپے کا ایک پیکٹ ملتا تھا اور ایک سگریٹ آٹھ روپے کا تھا - آج صبح سے اس کا بڑا جی چاہ رہا تھا کہ گولڈ لیف پیے - پورے کا پورا، شروع سے آخر تک - مگر کہاں سے پیتا؟ - جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں تھی - صبح بیڑی کی ایک گڈی خریدی تھی- ابھی اس میں چند بیڑیاں باقی تھیں - مگر بیڑی پینے کو اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا - بیڑی کو جب وہ اپنے ہونٹوں میں دباتا تھا تو اس کے دونوں ہونٹ مل جاتے تھے ، جبکہ فلٹر ٹپد سگریٹ منہ میں لینے سے ہونٹ ملتے نہیں تھے اور اسے سگریٹ کے سرے کی گولائی اپنے ہونٹوں کے درمیان محسوس ہوتی تھی - اسے بہت اچھا لگتا تھا - اس نے سوچا کہ اب کے جب اسے مزدوری ملے گی تو وہ فلٹر والا سگریٹ ضرور خریدے گا -

وہ گھر کی طرف چل پڑا - خشک ندی کے ریتیلے پیٹ میں اس کا گھر تھا - گھر کیا تھا، چار کونوں میں چار بانس گاڑ کر ان کے گرد ٹاٹ اور گتے کی

دیواریں بنا دی گئی تھیں - دیواروں کو گرنے سے روکنے کے لئے درمیان میں بھی لکڑی اور بانس کے کھمبے گاڑ دیے گئے تھے - گتوں اور ٹاٹ میں سوراخ کر کے ان میں سے رسیاں گزار کر انہیں ان کھمبوں سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تھا تاکہ دیواریں گریں نا - چھت کی جگہ ٹن اور گتے کی چادریں تھیں جنھیں کھمبوں کی مدد سے سہارا دیا گیا تھا - چھت کو پلاسٹک کی بڑی بڑی شیٹوں سے ڈھک دیا گیا تھا کہ بارش کا پانی اندر نہ آئے - اس طرح کی دو جھگیاں برابر برابر بنائ گئی تھیں - ایک میں شامو اور اس کی بیوی حلیماں رہتے تھے اور دوسرے میں اس کا بیٹا ڈبو، بہو سندری اور ڈیڑھ سال کا پوتا سونا - اسی طرح کی کئی اور جھگیاں تھوڑی دور پر بنی ہوئی تھیں اور ندی میں ایک چھوٹی سی بستی بس گئی تھی – بستی کی یہ جھگیاں اسی وقت تک محفوظ تھیں جب تک موسم شدت اختیار نہ کرے - یہ طوفان اور تیز بارش میں ٹک نہیں سکتی تھیں -

"حلیماں، کچھ کھانا پانی ہے؟" - وہ جھگی کے باہر پڑی ہوئی ایک پیڑھی پر بیٹھتا ہوا بولا -

"کہاں سے آئے گا کھانا؟ " حلیماں چمک کر بولی "تو کچھ لایا؟"

"اوے چار دن سے پہیہ جام ہڑتال اے - ایک دھیلے کا کام نہیں ہویا - جیب خالی اے - کاں سے لاؤں راشن؟"

"اب میں کیا کروں؟ - بھوکوں مر-" وہ بیزاری سے بولی اور جھگی کے اندر چلی گئی -

شامو نے بیڑی سلگائی اور اس کے کش لیتا رہا - اس کے خالی پیٹ کو سخت تمباکو کا دھواں اور کھرچ رہا تھا -

تھوڑی دیر بعد حلیماں جوتے کے ڈبے کے ایک ڈھکن پر روٹی کے چند سوکھے ٹکڑے اور گڑ کی ایک ڈلی لے آئ، "لے، یہ کھا لے، اتنا ہی بچا تھا، اس کے بعد اورکچھ نئیں اے -"

وہ پاپڑ کی طرح سخت روٹی کے خشک ٹکڑے گڑ سے کھاتا رہا اور نوالہ چباتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتا رہا - ہاتھیوں کی طرح کالے بادل امڈے چلے آ رہے تھے - ہوا میں بھی خنکی آ گئی تھی - چیل پر پھیلائے اوپر ہوا میں اونچے اڑ رہے تھے -

"حلیماں، آسمان کا رنگ ٹھیک نہیں اے -"

"کیا ہوا؟" وہ باہر آتی ہوئی بولی -

"بارش ہونے والی ہے - کوئی ٹھیک نہیں طوفان بھی آئے -"

"کچھ نئیں ہونے کا - یہ بادل ایں ویں ای آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں - بارش نئیں ہو گی -" حلیماں وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی -

"شامو، ہم کل کیا کھائیں گے؟ سونا تو بہت تنگ کرے گا-"

"تو سونے کے باپ کو بول- حڈ حرام کہیں کا - سارا دن پڑا سوتا رہتا ہے -"

"جاتا تو ہے کام کی تلاس میں" حلیماں بولی - "اب اس کو کام نہیں ملتا تو کیا کرے -"

"دیکھوں گا، کچھ کروں گا" ، شامو کچھ سوچتا ہوا بولا ، "آج کل سادیاں بھی نہیں ہو رہی ہیں - نہیں تووھاں سے بچا کھچا کھانا مل جاتا تھا -"

رات آہستہ آہستہ ندی کی بستی میں اترنے لگی تھی - اور اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا تھا - اس اندھیرے میں شامو یہ نہ دیکھ پایا کہ سیاہ بادلوں نے کس طرح پورے شہر کو ڈھک لیا تھا - دور ندی کے ساتھ ساتھ چلنے والی سڑک پر گاڑیوں کے گزرنے کی آوازیں آ رہی تھیں - کبھی کبھی کوئی آوارہ کتا بھونکنے لگتا -

وہ گہری نیند سو رہے تھے جب بارش شروع ہوئی - نیند کے غلبے نے شامو اور اس کے بیٹے کو اٹھنے نہیں دیا - ڈبو سوچتا رہا کہ اگر زیادہ بارش ہوئی تو بابا خود اسے اٹھائے گا - ادھر شامو دعا کر رہا تھا کہ بارش تیز نہ ہو - پھر نیند نے اسے آ لیا - وہ تو حلیماں چیخی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا - ہوا چھت پر پڑے پلاسٹک کی چادر کو اڑا لے گئی - بارش اس قدر تیز کہ لگتا تھا طوفان نوح ہے - وہ جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹنے لگے - چھت پر لگے ہوئے گتے کے ٹکرے بھیگ کر بوسیدہ ہوئے اور منٹوں میں نیچے آ رہے - ایک تو اندھیرا اور اوپر سے اتنی تیز بارش - انہیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا - جو کچھ سامان ہاتھ آیا اسے لے کر وہ جھونپڑی کے ملبے سے باہر نکلے - شامو نے حلیماں کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا - اتنی ہی دیر میں پانی تیزی سے ندی میں بہنے لگا تھا اور ان کے پیر ٹخنوں تک ڈوب گئے تھے -

"ڈبو!" اس نے بیٹے کو آواز دی - ڈبو اپنے بچے کو گود میں لئے اسی کی طرف آ رہا تھا - بچہ بری طرح رو رہا تھا -

"تو اسے پکڑ" ڈبو بچے کوشامو کو دیتا ہوا بولا، "میں سندری کو نکالتا ہوں - ٹین کی چھت اس کے اوپر گر گئی ہے -" وہ واپس جھگی کی طرف بھاگا اور جلدی جلدی ٹین کی چادر، شہتیر اور بانس وغیرہ ہٹانے لگا - سندری زمین پر گری ہوی تھی - اس کا جسم ملبے میں دبا ہوا تھا - پانی تیزی سے بڑھ رہا تھا اور ڈبو کو خوف تھا کہ سندری کے سر سے اونچا نہ ہو جائے- اس نے ملبہ ہٹایا اور سندری کو کھینچ کر نکلا - اس کے منہہ میں شاید پانی چلا گیا تھا - وہ بری طرح کھانس رہی تھی - ڈبو اور سندری بھاگ کر شامو اور حلیماں کے پاس پہنچے - ڈبو نے سونا کو کندھے پر بٹھایا، دو چار پوٹلیاں ایک ہاتھ میں پکڑیں اور دوسرے ہاتھ سے سندری کا ہاتھ تھاما اور کنارے کی طرف بھاگا - شامو اور حلیماں پیچھے پیچھے تھے - بارش اتنی تیز تھی کہ انہیں کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا - پانی ان کے سر پر سے چہرے پر یوں بہہ رہا تھا جیسے ان کے سروں پر بالٹی سے پانی انڈیلا جا رہا ہو - ان کے ہاتھوں میں تھوڑی بہت چیزیں تھیں جو وہ اٹھانے میں کامیاب ہو گئے تھے - اس لئے وہ اپنے چہرے سے پانی پونچھ بھی نہیں سکتے تھے - ندی میں طغیانی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی - پانی ان کے گھٹنوں تک آ پہنچا تھا - پانی کا ریلا ان کے پیروں کے نیچے سے ریت کو بہا کر لے جا

رہا تھا اور وہ بار بار گر رہے تھے - حلیماں کئی بار گری - بڑی مشکلوں سے شامونے اسے اٹھایا - خدا خدا کر کے وہ کنارے پر پہنچے - وہ ترائی میں تھے اور ندی کے کنارے کنارے چلنے والی سڑک اونچی تھی - وہ اوپر چڑھنے کی کوشش کرتے تو پھسل کر پھر نیچے آ رہتے - پانی اب کمر تک آ چکا تھا اور بارش میں ذرا بھی کمی نہیں آئ تھی - ڈر تھا کہ اگر کوئی پھسل کر گرا اور اس کے پیر اکھڑ گئے تو پانی کا ریلا اسے بہا لے جائے گا - ڈبو کو کچھ دوری پر اپنی ہی طرح کے چند لوگ نظر آئے جو اوپر چڑھ رہے تھے-

"بابا، ادھر چل-" اس نے چیخ کر شامو کو کہا اور اس طرف اشارہ کیا - وہ گرتے پڑتے وہاں پہنچے - اس جگہ زمین پتھریلی تھی - پھسلن نہیں تھی - اس لئے ان کو اوپر چڑھنے میں دشواری نہیں ہوی - اوپر پہنچ کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا -

"اگر ابھی اوپر نہیں آ سکتے تب تو ہم گئے تھے-" شامو نے ندی کی طغیانی کو دیکھتے ہوئے کہا - اب سوال یہ تھا کہ جائیں کہاں - بارش اب بھی ہو رہی تھی اور بچہ سردی سے کانپ رہا تھا - دور انہیں ایک فلائی اوور نظر آیا تو وہ بھاگے اور اس کے نیچے جا کر پناہ لی - ان کی طرح کے اور بھی کئی بے گھر خاندان وہاں پناہ گزین تھے تھے -

رات بھر سندری اپنے بچے کوسینے سے لگائے بیٹھی رہی کہ اسے سردی نہ لگے - وہ بھوک سے روتا تو اسے تھپک کر سلا دیتی - کپڑے جسم پر ہی سوکھ گئے - صبح ہونے سے پہلے بارش تھم گئی - مشرقی افق کی سرخی بتا رہی تھی کہ بادل چھٹ گئے ہیں - تھوڑی دیر میں آفتاب پورے آب و تاب سے نکل آیا تو ان لوگوں کی جان میں جان آئ - جس کو جہاں دھوپ میں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا - کپڑے سکھائے جانے لگے - بچہ بھوک سے بلک رہا تھا - سندری اسے لے کر نکل گئی اور کہیں سے مانگ تانگ کر چند روٹیاں لے آئ اور اسے کھلایا - چند ٹکڑے بچ رہے تھے تو تینوں نے ایک ایک ٹکرا کھایا - پھر شامو اور ڈبو کام کی تلاش میں نکل گئے -

بارش اور جھکڑ سے کچھ نقصانات ہوئے تھے - کہیں کوئی کھمبا ٹوٹ گیا تھا، کہیں چھجہ زمین پر آ رہا تھا، کسی کے گھر میں پانی آ گیا تھا اور ساتھ کیچڑ بھی لے آیا تھا - کوئی اپنی گاڑی دھلوانا چاہتا تھا تو کوئی دکاندار اپنی دکان کے آگے صفائی کروانا چاہتا تھا - دونوں باپ بیٹے کی اس روز اچھی کمائی ہوئی - واپسی پر شامو نے سوچا کہ شادی ہال کی طرف سے ہوتا چلے - رات کے دس بج رہے تھے - وہ ایک شادی ہال کے باہر پہنچا تو دیکھا کہ ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے - "معلوم نہیں کھانا کب ہوگا؟" اس نے سوچا، "کہیں رات کے بارہ ایک نہ بج جائیں - بیوی بچے بھوکے بیٹھے اس کا انتظار کر رہےہوں گے - وہ ہال کے پچھلے دروازے کی طرف گیا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ کھانا چل رہا ہے - "شاید آج کل پولیس والوں نے سختی کی ہوئی ہے کہ رات بارہ بجے حال بند کر دیں - اسی لئے جلدی ہو رہی ہے -" اس نے سوچا - وہ تھوڑی دیر وہیں منڈلاتا رہا - پھر دیکھا کہ کام کرنے والے لڑکے جھوٹی پلیٹیں لا رہے ہیں اور ان میں کا بچا ہوا کھانا کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک بڑی سے ٹوکری میں پھینک رہے ہیں - اسی وقت ایک بلی آئ اور ٹوکری میں گھس کر ایک بوٹی اٹھانے لگی - شامو نے اسے بھگا دیا - ایک کتا الگ ہڈی کا ایک ٹکڑا کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا - شامو نے اسے بھی ہنکایا - اس نے کام کرنے والے لڑکوں سے منت کی کہ کیا وہ اس ٹوکری میں سے کھانا لے سکتا ہے؟

"لے لے بھائی، لے لے ، جتا چاہے لے لے - ابھی تو ہم سارا پھینک ہی دیں گے"-

شامو بھاگ کر گیا اور کوڑے میں پڑے ہوئے کچھ شاپنگ بیگز اٹھا لایا - کتا اور بلی واپس آ گئے تھے - مگر شامو کے پاس وقت نہیں تھا کہ وہ انہیں بھگاتا - وہ جلدی جلدی بیگز میں کھانا بھرنے لگا - کتا، بلی اور انسان اپنے اپنے حصے کا کھانا بٹور رہے تھے - تین تھیلے روٹی، گوشت اور بریانی سے بھر کر وہ فلائی اوور کی طرف چلا جہاں اس کا خاندان اس کا انتظار کر رہا تھا - وہ ان لوگوں کو دعائیں دیتا جا رہا تھا جو اپنی پلیٹوں میں اتنا کھانا نکال لیتے ہیں جتنا ان سے کھایا نہیں جاتا اور پھینکنا پڑتا ہے - آج اس کی کمائی بھی اچھی ہوئی تھی- "کیوں نہ آج تھوڑی سی فضول خرچی کر لی جائے -" اس نے سوچا - آخر کب تک دل کو مارتا رہوں گا - چل شامو آج

ایک فلٹر ٹپ خرید ہی لے"- اس نے دل میں کہا اور گلی کی نکڑ پر پان سگریٹ کے کھوکھے پر گیا -

"ایک گولڈ لیف دے دے بھائی -" اس نے دکاندار کی طرف دس کا نوٹ بڑھاتے ہوئے کہا-

میمن پان والے نے اسے غور سے دیکھا - وہ اسے پہچانتا تھا -

"آٹھ روپے کا ایک سگریٹ ہے، تیرے کو معلوم بھی ہے؟"

"ہاں، ہاں معلوم ہے،" شامو نے حقارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

"چل سگریٹ نکال"-

"اے ڑے، آج تو بڑی عیاسی ہورہی ہے او" - دکاندار اسے سگریٹ دیتا ہوا بولا -

"تو اپنے کام سے کام رکھ -" شامو نے سگریٹ اور دو روپے واپس لئے اور سگریٹ کو کان میں اڑس کر اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑا -

فلائی اوور کے نیچے اندھیرا تھا - حلیماں نے لالٹین جلا لی تھی -

"ارے واہ! آج تو بڑی روسنی ہو رہی ہے-" شامو زمین پر بیٹھتا ہوا بولا -

"شکر کر کہ جو بوری کل میں لے کے بھاگی تھی اس میں یہ لالٹین تھی - ڈبو پٹرول پمپ سے جا کر تھوڑا سا مٹی کا تیل لے آیا تھا تو جل گیا" - حلیماں بولی -

"ٹھیک ہے - آج اچھا کھانا ملا ہے تو روسنی میں بیٹھ کر کھائیں گے - پلیٹیں تو ہیں نا؟ "

حلیماں نے بوری میں سے چار المونیم کی پلیٹیں نکالیں - شامو نے سبھوں کے پلیٹ میں کھانا ڈالا -

"ادھر آ، تو میرے پاس بیٹھ"- اس نے اپنے ننگ دھڑنگ پوتے کو اپنے زانو پر بٹھا لیا اور پیار سے اسے کھلانے لگا - سبھوں نے اس رات سیر ہو کر کھانا کھایا -

شامو کا پیٹ بھرا تو تمباکو کی طلب ہوئی - اس نے سونا کو گود سے اتارا جو اس کے سامنے ہی کھڑا ہوگیا - شامو نے سوچاکہ باہر جا کر سگریٹ پیے گا - وہ اٹھنے لگا تو سگریٹ اس کے کان سے نکل کر زمین پر گر پڑا - ٹھیک اسی وقت سونا نے کھڑے کھڑے پیشاب کر دیا - سگریٹ پیشاب میں تر ہو گیا - شامو نے غضبناک نظروں سے پوتے کو دیکھا اور ایک تھپڑ اسے رسید کر دیا - "حرامی، تجھے ابھی ہی موتنا تھا؟" بچہ روتا ہوا اپنی ماں کی طرف بھاگا - شامو نے پیشاب میں تر سگریٹ کو اٹھا کر لالٹین کی چھت پر رکھا - وہ اسے الٹتا پلٹتا رہا یہاں تک کہ سگریٹ بلکل خشک ہو گیا - پھر اس نے وہ سگریٹ سلگایا اور گہرے گہرے کش لینے لگا --

====================